اِزالۃ الاوہام

جلد ۱

متکلم اسلام، محقق مذاہب عالم، مجاہد حق حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی ؒ کی ردِ عیسائیت پر فارسی زبان میں سب سے پہلی نایاب کتاب جو موصوف نے ۱۲۶۹ھ/۱۸۴۸ء میں تصنیف کی جس میں عیسائیت کے بڑے اعتراضات کے الزامی تحقیقی، عقلی ونقلی، مکمل ومدلل، جامع ومسکت جوابات دیے گئے ہیں نیز مسئلہ تثلیث اور بشاراتِ محمدی ﷺ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔



تالیف

متکلم اسلام حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ وتقدیم شرح وتحقیق

مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل عارفی

تقریظ پسند فرمودہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

مکتبہ دار العلوم کراچی

اِزالۃُ الاوہام

جلد ۱

متکلمِ اسلام، محققِ مذاہبِ عالم، مجاہدِ حق حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی ؒ کی ردِّ عیسائیت پر فارسی زبان میں سب سے پہلی نایاب کتاب جو موصوف نے ۱۲۶۹ھ ۱۸۴۸ء میں تصنیف کی جس میں عیسائیت کے بڑے اعتراضات کے الزامی تحقیقی، عقلی ونقلی، مکمل ومدلل، جامع ومسکت جوابات دیے گئے ہیں نیز مسئلہ تثلیث اور بشاراتِ محمدی ﷺ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

تالیف

متکلمِ اسلام حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ

اردو ترجمہ وتقدیم شرح وتحقیق

مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل عارفی

تقریظ پسند فرمودہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

مکتبہ دار العلوم کراچی

نہ ہوگا۔ بلکہ میں ہر ایک ختنہ کرانے والے شخص پر پھر گواہی دیتا ہوں کہ اسے تمام شریعت پر عمل کرنا فرض ہے......اور تم مسیح سے الگ ہوگئے......اور مسیح یسوع میں نہ تو ختنہ کچھ کام آتا ہے نہ نامختونی مگر ایمان جو محبت کی راہ سے اثر کرتا ہے'' انتہیٰ (گلیتوں کے نام خط باب ۵ آیت ۳) اسی خط کے باب ۶ آیت ۱۵ میں ہے ''کیونکہ نہ ختنہ کچھ چیز ہے نہ نامختونی بلکہ نئے سرے سے مخلوق ہونا'' انتہیٰ

پس وہ ختنہ کو دین عیسوی میں بے کار و بے مصرف بتاتے ہیں بلکہ اسکے مرتکب کو ملتِ عیسوی سے خارج کرتے ہیں حالانکہ ابراہیم علیہ السلام اور انکی اولاد کے حق میں یہ حکم ابدی تھا اور نسخ کا اس کے علاوہ اور کیا مطلب ہے۔ یہاں مسیحی علماء جو تاویل کرتے ہیں کہ ختنہ سے مراد دل کا ختنہ ہے نہ کہ ختنہ جسم۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تاویل انتہائی مضحکہ خیز ہے کیونکہ توریت میں مذکور ہے کہ ''میرا عہد تمہارے جسم میں ابدی ہوگا''(۱) اس سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ ختنہ سے مراد ختنہ جسم نہ کہ ختنہ دل۔ علاوہ ازیں تمام انبیاء کرام دل کے اعتبار سے مختون تھے کیونکہ ختنہ دل سے مراد کامل الایمان ہونا ہے تو انکے حق میں ختنہ جسم کا کیا فائدہ ہوا؟ اور تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ جناب پولوس تو یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ ختنہ کرنے والے کو ملتِ مسیحی سے بھی خارج کرتے ہیں جبکہ تیمتھیس کا ختنہ کرایا جو کہ ایک انتہائی نیک نام مسیحی اور جناب پولوس کے شاگردوں میں سے تھا۔ یہاں پر یہود کے ڈر سے تقیہ کا عمل کارفرما ہوا اور یہ سب حالات ''رسولوں کے اعمال'' باب ۱۶ میں مذکور ہیں۔

(۳) بہن بھائی میں شادی کے حکم کا نسخ

ابی ملک بادشاہ جرار نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی

(۱) پیدائش باب ۱۷ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ختنہ کا تاکیدی حکم دیتے ہوئے آیت ۱۳ میں ہے ''اور میرا عہد تمہارے جسم میں ابدی عہد ہوگا''

سارہ کو بہن کیوں بتایا تو اسکے جواب میں ابراہیم علیہ السلام کا قول پیدائش باب ۲۰ آیت ۱۲ میں اس طرح ہے ’’اور فی الحقیقت وہ میری بہن بھی ہے کیونکہ وہ میرے باپ کی بیٹی ہے اگرچہ میری ماں کی بیٹی نہیں پھر وہ میری بیوی ہوئی‘‘ انتہی۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی علاتی بہن (۱) سے نکاح کیا اور یہ نکاح اس زمانے میں جائز ہوئے بغیر کیسے متصور ہو سکتا ہے (۲) جبکہ احبار باب ۱۸ آیت ۹ میں ہے ’’تو اپنی بہن کے بدن کو چاہے وہ تیرے باپ کی بیٹی ہو چاہے تیری ماں کی اور خواہ وہ گھر میں پیدا ہوئی ہو خواہ اور کہیں بے پردہ نہ کرنا‘‘ نیز اسی کتاب کے باب ۲۰ آیت ۱۷ میں ہے ’’اور اگر کوئی مرد اپنی بہن کو جو اسکے باپ کی یا اسکی ماں کی بیٹی ہو لیکر اسکا بدن دیکھے اور اسکی بہن اسکا بدن دیکھے تو یہ شرم کی بات ہے۔ وہ دونوں اپنی قوم کے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے قتل کئے جائیں اس نے اپنی بہن کے بدن کو بے پردہ کیا اسکا گناہ اسی کے سر لگے گا‘‘ اور استثناء باب ۲۷ آیت ۲۲ میں ہے ’’لعنت اس پر جو اپنی بہن سے مباشرت کرے خواہ وہ اسکے باپ کی بیٹی ہو خواہ ماں کی اور سب لوگ کہیں’’ آمین‘‘ (۳)

(۴) دو بہنوں سے بیک وقت شادی کے حکم میں نسخ

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں کی دو بیٹیوں لیاہ اور راحیل سے جو حقیقی

---

(۱) باپ شریک بہن

(۲) ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں باپ شریک بہن سے نکاح جائز تھا تبھی انہوں نے ایسا کیا ورنہ تو اُنکی طرف زنا کی نسبت لازم آتی ہے۔ والعیاذ منہ باللّٰہ العظیم

(۳) اگر حضرت آدم و ابراہیم علیہما السلام کی شریعتوں میں بہن بھائی کے نکاح کو نا جائز مانا جائے تو تمام انسانوں کا زنا کی اولاد ہونا‘ شادی کرنے والوں کا زانی ہونا‘ ملعون ہونا اور واجب القتل ہونا لازم آتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے پیغمبر کے حق میں ان باتوں کا کیسے تصور کیا جا سکتا ہے۔ لامحالہ یہ اعتراف کرنا پڑیگا کہ ایسا نکاح اُن دونوں شریعتوں میں جائز تھا پھر شریعتِ موسوی میں ممنوع ہو گیا اِسی کا نام نسخ ہے۔

بہنیں تھیں ایک کے بعد دوسری سے اول کی زندگی میں ہی نکاح کیا(۱) اسکا حوالہ فائدہ اول میں گزر چکا ہے(۲) حالانکہ احبار باب ۱۸ آیت ۱۸ میں ہے ’’تو اپنی سالی سے بیاہ کر کے اسے اپنی بیوی کی سوکن نہ بنانا کہ دوسری کے جیتے جی اسکے بدن کو بے پردہ کرے‘‘

(۵) پھوپھی سے نکاح کے حکم میں نسخ

عمران (۳) جو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے والد تھے نے اپنے باپ کی بہن سے نکاح کیا چنانچہ خروج باب ۶ آیت ۲۰ میں ہے ’’اور عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوکابد سے بیاہ کیا۔ اس سے اُسکے دو بیٹے پیدا ہوئے ہارون اور موسیٰ‘‘ حالانکہ احبار باب ۱۸ آیت ۱۲ میں ہے ’’تو اپنی پھوپھی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے باپ کی قریبی رشتہ دار ہے‘‘ اور اسی کتاب کے باب ۲۰ آیت ۱۹ میں ہے ’’اور تو اپنی خالہ یا پھوپھی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ جو ایسا کرے اس نے اپنی قریبی رشتہ دار کو بے پردہ کیا سو ان دونوں کا گناہ انہی کے سر لگے گا‘‘ (۴)

---

(۱) یعنی دو بہنوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں جمع کیا ظاہر ہے کہ یہ جمع بین الاختین اُنکی شریعت میں جائز تھا ورنہ تو اُنکی طرف زنا کی نسبت لازم آتی ہے (نعوذ باللہ) جبکہ شریعتِ موسوی میں اس طرح کرنا منسوخ ہوگیا۔

(۲) تفصیل کیلئے دیکھئے پیدائش باب ۲۹ آیت ۱۶ تا ۳۰

(۳) انکا عبرانی نام ’’عمرام‘‘ ہے بمعنی سرفراز کی ہوئی امت۔ قہات کے بیٹے ہیں حضرت ہارون اور موسیٰ علیہما السلام اور انکی بہن مریم کے والد ہیں (قاموس الکتاب ص ۶۶۶)

(۴) ظاہر ہے کہ پھوپھی سے نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے جائز تھا تبھی اُنکے والد صاحب نے ایسا کیا پھر شریعتِ موسوی میں منسوخ ہوگیا کیونکہ اگر اس قسم کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل بھی ناجائز مانا جائے تو لازم آئے گا کہ حضرت موسیٰ، حضرت ہارون علیہما السلام اور انکی بہن مریم زنا کی اولاد تھے (نعوذ باللہ من ذالک) اور یہ بھی لازم آئے گا کہ دس پشتوں تک اِنکی نسل کا کوئی شخص بھی خدا کے مقبول بندوں میں شامل نہ ہو سکے جیسا کہ استثناء باب ۲۳ آیت ۲ میں ہے ’’کوئی حرام زادہ خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو۔ دسویں پشت تک اسکی نسل میں سے کوئی خداوند کی جماعت میں نہ آنے پائے‘‘ اگر یہ باخدا لوگ خداوند کی جماعت سے نکال دیے جائیں تو پھر کون ہے جو اُس میں داخل ہونے کی صلاحیت رکھے؟